© rasailojaraid.com

حکیم محمود احمد ظفر

صحبت کے اثرات | جاں نثاری | مقبول دعائیں

مشہور قول ہے کہ آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر کسی کے دوست برے ہوں تو اس شخص سے نیکی کی توقع عبث ہے۔ آوارہ گرد اور بد سیرت لوگ کچھ تو اپنی کمزوری سے بگڑتے ہیں اور کچھ ان کے بگاڑ میں دوستوں اور مشیروں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں ہے۔

فلاتقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین۔

نصیحت حاصل ہو جانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس بیٹھو بھی نہ۔

یعنی اپنے ماحول کو پاکیزہ رکھو۔ بروں کی صحبت سے بچو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی برائی کے جراثیم تمہاری روحانی اور اخلاقی زندگی کو تلپٹ کر کے رکھ دیں۔ آدمی نیکی کا اثر دیر سے قبول کرتا ہے لیکن برائی اور خرابی کو بہت جلد اپنے اندر سموتا ہے۔

تاریخ عالم پر نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں اچھے حکمرانوں نے خوشامدی اور بد کردار لوگوں کو اپنا حاشیہ نشین نہیں رکھا۔ سکندر رومی شاید اتنا اولو العزم بادشاہ نہ ہوتا اگر ارسطو جیسا حکیم اور دانشور اس کا ساتھی نہ ہوتا۔ عمر بن عبدالعزیز اسی وجہ سے تاریخ کے صفحات میں اپنی نیک دلی کے لئے مشہور ہیں کہ ان کے حاشیہ نشین متقی اور پرہیز گار لوگ تھے۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے بھی اپنے ارد گرد علماء اور نیک لوگوں کو رکھا ہوا تھا جو اسے ہر غلطی پر ٹوکتے رہتے تھے۔ اور وہ گوش حق نیوش سے ان کی باتوں کو سنتا۔ اللہ نے بڑا دردمند اور نرم دل دیا تھا۔ قیامت کے مواخذہ کے ذکر سے وہ بے اختیار رونے لگتا۔ کبھی کبھی تو دھاڑیں مار مار کر روتا تھا۔ اسے یہ بات کبھی نہ بھولتی تھی کہ حکومت ایک پہاڑی ندی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے ابل پڑتی ہے۔ پھر جو سمٹ جاتی ہے تو اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ چنانچہ اس نے کبھی اپنے دماغ کے غبارے میں ہوا نہ بھرنے دی۔ ایک روز ابن السماک نے ہارون سے پوچھا:

"امیر المؤمنین! کہاں ٹھکانہ بنانے کا ارادہ ہے؟ جہنم میں یا جنت میں؟" یہ الفاظ سن کر ہارون پر رقت طاری ہو گئی۔ وہ اتنا رویا کہ اس کی ڈاڑھی بھیگ گئی۔ ہارون کی یہ حالت دیکھ کر اس کے وزیر فضل بن ربیع نے سیاست کے عام مہروں اور بڑے لوگوں کے عام خوشامدیوں کی طرح ابن السماک سے کہا:

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ امیر المؤمنین کے جنت میں داخل ہونے میں کیا شبہ ہے؟ صاحبان اقتدار آج کے ہوں یا ماضی کے ان کے دنیا دار دوست انہیں یہی باور کراتے ہیں کہ ان سے زیادہ جنت کا ٹھیکیدار اور کوئی نہیں۔

© rasailojaraid.com